مفتی حافظ غلام فرید

مصطلحاتِ علم الفرائض

مختصر حالاتِ مصنف

'سراجیہ' علم میراث کا مشہور متن ہے جس کا دوسرا نام فرائض السجاوندی ہے اس کا مصنف سراج الدین ابوطاہر محمد بن عبدالرشید السجاوندی ہے جو چھٹی صدی ہجری کے آخر میں اور بقول اکتفاء القنوع ساتویں صدی کے وسط میں تھا۔ کشف الظنون میں اس کی چالیس سے زیادہ شرحوں کے نام لکھے ہیں لیکن سب سے زیادہ مشہور اور سب سے اچھی شرح سید شریف علی بن محمد جرجانی کی ہے۔

(۱) علمِ فرائض کی افضلیت اور اہمیت

علم فرائض نہایت اہم اور قابلِ قدر علم ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں خاص طور سے نہایت وضاحت کے ساتھ اس کی تعلیم فرمائی ہے اور ہر ایک وارث کے حصے کو جدا جدا مقرر و معین فرما دیا ہے۔ اور اس مضمون کو بیان کر کے خدا تعالیٰ نے فرمایا ''ان اللہ کان علیماً حکیماً'' یعنی اس طرز کی تقسیم کی حکمتوں کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، تم لوگ پوری طرح نہیں سمجھ سکتے۔ پھر فرمایا ''تلک حدود اللہ و من یطع اللہ و رسولہ یدخلہ جنات'' الایہ۔ جو لوگ ہمارے ان احکام کی تعمیل کریں گے ہم اُن کو جنت میں جگہ دیں گے اور جو لوگ ہماری بات کو نہیں مانیں گے وہ دوزخ کے مستحق ہوں گے۔ ان احکام کے خاتمے پر فرمایا ''یبین اللہ لکم ان تضلوا'' یعنی ہم یہ صاف و صریح احکام اپنی طرف سے اس لیے مقرر فرماتے ہیں تاکہ تم لوگ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اس لیے کہ مال و میراث کے بارے میں عدل و انصاف سے کام لینا بڑا مشکل ہے۔ کیونکہ ہر شخص اپنی طرف جھکتا ہے اور اپنے نفع کو مقدم سمجھتا ہے۔ پس جب

یہ علم اور اس کے بموجب عمل کرنا حسبِ ارشادِ خداوندی ، ہدایت اور دخولِ جنت ہے اور اس سے ناواقف رہنے میں گمراہی کا خطرہ لگا ہؤا ہے اور اس کے خلاف عمل کرنے کا نتیجہ دوزخ ہے تو اس کے سیکھنے سکھانے اورعمل کرنے میں جس قدر فضیلت اور جس قدر تاکید ہوگی وہ اہل عقل سے مخفی نہیں ہے اسی وجہ سے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و ابی وآمی نے اس کے حاصل کرنے اور تعلیم دینے کی نہایت ہی تاکید فرمائی ہے ۔ امام احمدؒ ، ترمذیؒ اور نسائیؒ نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ سیدنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و ابی وآمی نے فرمایا اے لوگو! میں تم میں ہمیشہ نہیں رہوں گا ، فرائض کو سیکھ لو اور لوگوں کو سکھلاؤ ۔ وہ وقت قریب ہے کہ وحی کا دروازہ بند ہو جائے گا (یعنی آپ کے وصال کے بعد وحی اور رسالت و نبوت ختم ہو جائے گی) اور علم کے معدوم ہونے کا وہ زمانہ آئے گا کہ دو آدمی ایک ضروری مسئلے میں جھگڑتے ہوں گے اور کوئی فیصلہ کرنے والا نہ ملے گا ۔ دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا کہ اے لوگو ! فرائض کو سیکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ کہ وہ نصف علم ہے اور سب سے پہلے جو علم میری امت سے اٹھا لیا جاوے گا وہ علمِ فرائض ہے ۔ فرائض کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و ابی نے نصف علم چند وجوہ سے فرمایا (۱) انسان کی دو حالتیں ہیں ؛ ایک زندگی کی دوسری مرنے کے بعد ۔ دیگر علوم میں زندگی کے پیش آمدہ واقعات اور زندگی کے متعلقہ احکام کا ذکر ہوتا ہے اور فرائض میں بعد الموت کی حالت کا ، اس لحاظ سے فرائض نصف علم ہؤا ۔ (۲) معاملات اور ملک کے بعض اسباب تو اختیاری ہیں جیسے خرید و فروخت وغیرہ اور بعض غیر اختیاری ہیں جیسے میراث جس میں دینے والے اور لینے والے کا کچھ چارہ نہیں ، خواہ مخواہ ایک کی ملک سے نکل کر دوسرے کی ملک ہو جاتا ہے ۔ چونکہ فرائض میں غیر اختیاری سبب سے مالک ہو جانے کی بحث ہوتی ہے لہٰذا علم فرائض نصف علم ہؤا ۔(۳) علم فرائض کی صورتیں اور پیش آنے والے مسائل اس قدر کثیر اور مختلف ہیں کہ گویا دیگر مسائل کے برابر اور مساوی ہیں ۔ مسائل کی تعداد اور ذخیرے میں گویا نصف حصہ

دیگر مسائل کا ہے اور نصف فرائض کے مسائل کا - (۴) چونکہ اس کے سیکھنے اور بتلانے میں بڑی محنت اور مشقت ہوتی ہے ، پس گویا علم فرائض نصف علم ہے - جس قدر محنت تمام علوم پر کرنی ہوتی ہے اسی قدر اس تنہا پر - (۵) اس میں چونکہ ثواب کثیر ہے اس لیے تمام علوم کے برابر اس میں ثواب حاصل ہوتا ہے - علماء نے فرمایا ہے کہ فرائض کا ایک مسئلہ بتلانے والے کو دوسرے قسم کے سو مسئلوں کے برابر ثواب ہوتا ہے (من الشریفیہ و بعضہا من کشف الظنون) حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و ابی و امی کے ان ارشادات و تاکیدات کا اثر ہر زمانے میں آپ کی امت کے علمائے کاملین پر بخوبی ہؤا - ان لوگوں نے خود بھی توجہ فرمائی اور دوسروں کو بھی سکھلایا اور رغبت دلائی - حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید کو پڑھے ، اس کو فرائض بھی سیکھ لینا چاہیے ؛ یعنی جس طرح قرآن مجید سیکھنا ضروری ہے ایسے فرائض کا بھی سیکھنا ضروری ہے - حضرت ابو موسٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن سیکھے اور علم فرائض نہ سیکھے وہ ایسا ہے جیسے بے چہرے کا سر ہو یعنی بدون فرائض علم بے رونق اور بے زینت رہتا ہے -

گیارھویں صدی تک تقریباً ستر مستقل کتابیں اس فن میں لکھی گئیں جن میں چالیس کے قریب اصل کتابیں ہیں ، باقی شروح اور حواشی ہیں - ان شروح اور حواشی میں دو تین کے سوا باقی سب فرائض سراجی کے متعلق ہیں - گیارھویں صدی کے بعد بھی حسبِ حیثیتِ زمانہ بہت سی تصانیف ہوئیں لیکن اس میں شک نہیں کہ علومِ شریعت میں سب سے پہلے یہی علم دنیا سے معدوم اور مفقود ہو جائے گا ، جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و ابی و امی نے پیش گوئی فرمائی ہے -

باب اول ترکہ میت کی تعریف اور ان چیزوں کے بیان میں جو تقسیم ترکہ سے مقدم ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد :

ترکۂ میت : میت نے جو مال چھوڑا ہے اس کو ترکۂ میت یا مال متروکہ میت کہتے ہیں - وہ جائداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ موجود ہو یا کسی کے ذمے قرض - تین چیزیں ایسی ہیں جن کا خرچ تقسیم ترکہ سے مقدم ہے - ان پر مال صرف کرنے کے بعد جو کچھ باقی رہے اس میں میراث جاری ہوگی اور اگر کچھ نہ بچے تو ورثا کو کچھ نہ ملے گا - وہ تین چیزیں یہ ہیں :

۱- تجہیز و تکفین من غیر تبذیر ولا تقتیر -

۲- قرض کی ادائیگی -

۳- اجراء وصیت از ثلث ($\frac{1}{3}$) مابقی بعد الدین -

سب سے پہلے میت کے ترکے سے اس کی تجہیز و تکفین کا خرچ لیا جائے مگر یہ کام بہت سیدھے سادے شرعی طریقے سے سنت کے مطابق اور میت کی حیثیت کے موافق کیا جائے یعنی کفن کے پارچوں کی تعداد و مقدار سنت کے موافق اور کپڑا ایسی قیمت کا ہو جس کو وہ جمعہ ، عیدین ، شادی وغیرہ کے دن پہن کر جاتا تھا - نہ اس قدر کم قیمت اور ردی کفن دیں کہ جس سے اس کی تحقیر و تذلیل ہو اور نہ اتنا بیش قیمت دیں جس میں اسراف ہو - اور ایسی ہی معمولی خام قبر بنائی جائے چاہے میت مالدار ہو یا غریب - غسال کی اجرت اور گورکنی کے سامان وغیرہ کا خرچ بھی اسی طرح حسبِ حیثیت متوسط درجے کا کریں - اگر عام مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ ملے یا کسی خاص وجہ سے اجازت نہ ہو تو قبر کے لیے جو زمین خریدی جائے ، اس کی قیمت بھی دیگر سامان تجہیز و تکفین کے مانند میت کے ترکے سے لی جائے -

(۲) جب تجہیز و تکفین کے خرچے سے کچھ مال باقی بچ جائے تو میت کا قرضہ ادا کیا جائے - قرض کی چند قسمیں ہیں : ۱- وہ جو صحت میں (یعنی مرض الموت سے پہلے) میت کے اقرار سے یا گواہوں کی گواہی سے یا لوگوں کے مشاہدے یا معائنے سے ثابت ہو - (۲) دوم وہ جس کا میت نے مرض الموت میں اقرار کر لیا ہو اور اقرار کے علاوہ گواہوں یا عام

مشاہدے سے ثابت نہ ہو ۔ ان دو قسم کے قرضوں کی ادائیگی کے لیے قواعد یہ ہیں : (۱) خرچہ تجہیز و تکفین کے بعد باقی ماندہ مال اتنا ہے کہ دونوں قرضوں کی ادائیگی ہو سکتی ہے تو بلاتکلف دونوں قرضے ادا کر دیے جاویں ۔ (۲) اور اگر قرضہ ایک قسم کا ہے اور مال کافی ہے تو پھر بھی بلاتکلف قرضہ ادا کر دیا جائے ۔ (۳) قرض ایک قسم کا ہے اور قرض خواہ ایک ہے اور مال کافی نہیں ہے تو جس قدر مال باقی ہے وہ اس کو دے دیا جائے ۔ (۴) قرض ایک قسم کا ہے اور قرض خواہ کئی آدمی ہیں تو باقی ماندہ مال ان کے حصص اور قرضوں کے مطابق ان کے درمیان تقسیم کر دیا جائے ۔ (۵) قرضہ دو قسم کا ہے اور باقی ماندہ مال کافی نہیں ہے تو پہلے اول قسم کے قرضے ادا کیے جائیں ، پھر اُن سے جو کچھ باقی بچے وہ دوسرے قسم کے قرضے میں ادا کیا جائے ۔

قرض کی ایک تیسری قسم بھی ہے یعنی خدا تعالیٰ کا قرض جیسے زکوٰۃ ، کفارہ واجب شدہ ، قضائے نماز اور روزہ کا فدیہ وغیرہ ۔ جب پہلی دونوں قسموں کے قرضے کی ادائیگی کے بعد کچھ مال باقی بچ جائے اور میت نے اس قسم کے قرضے کی ادائیگی کے لیے وصیت کی ہو تو تجہیز و تکفین اور ادائے ، قرضہ قسم اول و دوم کے بعد باقی ماندہ مال متروکہ کے ایک ثلث حصے میں سے ان قرضوں کو ادا کیا جائے ۔

پہلی دو قسموں کے قرض اور اس قسمِ سوم میں فرق یہ ہے کہ اُن دو قسموں کا قرض ادا کرنا میت کی وصیت پر موقوف نہیں تھا بلکہ وصیت کرے یا نہ کرے ہر حالت میں تجہیز و تکفین کے بعد اس کا ادا کرنا ضروری تھا ۔ اور یہ قسم سوم یعنی حقوق اللہ زکوٰۃ ، صلوۃ ، حج وغیرہ کی ادائگی میت کی وصیت پر موقوف ہے ۔

(۳) وصیت

میت کے مالِ متروکہ سے ادائیگیِ قرض کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو اس باقی ماندہ مال کے تیسرے حصے سے میت کی وصیت (اگر اس نے کی ہو)

پوری کی جائے - اگر میت نے وصیت تیسرے حصے سے زیادہ کی ہو تو پھر بھی تیسرا حصہ دیا جائے گا کیونکہ اس سے زیادہ وصیت شرعاً ممنوع ہے -

وصیت کے لیے چند اہم شرائط یہ ہیں :

۱- وصیت کرنے والا عاقل ، بالغ ، آزاد ہو - اگر لڑکے یا مجنون یا غلام نے وصیت کی تو تیسرے حصے میں بھی نافذ اور جاری نہیں ہوگی -

۲- وصیت کرنے والے کے ذمے اس قدر قرض نہ ہو کہ اس کو ادا کرنے کے بعد کچھ مال باقی ہی نہ رہے -

۳- جس چیز کی وصیت ہو وہ قابلِ تملیک شے ہو -

۴- جس شخص کے لیے وصیت کی ہو وہ میت کا وارث نہ ہو - اگر وارث کے لیے وصیت ہوگی تو باطل اور غیر معتبر ہوگی - حضو اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و ابی و امی نے فرمایا ''لاوصیۃ لوارث'' (الحدیث) - البتہ اگر باقی ورثاء اس کو جائز رکھیں اور منظور کر لیں تو معتبر ہو جائے گی -

ورثا کا بیان

اگر تجہیز و تکفین کے بعد اور ادائے دیون کے بعد (اگر ہوں) اور اجرائے وصایا کے بعد (اگر ہوں) مال بچ جائے تو اُن ورثا میں تقسیم کیا جائے گا جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع امت سے ثابت ہیں۔

ترتیب تقسیم یہ ہے :

اصحاب الفروض : فروض فرض کی جمع ہے - فرض حصہ مقرر کو کہتے ہیں جیسے نصف ، چوتھائی ، تہائی وغیرہ - اصحاب فروض سے مراد وہ وارث ہیں جن کے حصص کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اللہ میں مقرر ہیں جیسے خاوند ، بیوی ، باپ ، ماں وغیرہ -

سب سے پہلے ترکہ اصحاب الفروض میں تقسیم کیا جائے گا - اگر

اصحاب الفروض موجود نہ ہوں یا ان سے کچھ بچ جائے تو عصبہ نسبیہ کو دیا جائے گا ۔

عصبہ دو قسم کا ہے : عصبہ نسبی اور عصبہ سببی ۔ عصبہ نسبی تین قسم کا ہے ۔ عصبہ بنفسہ ، عصبہ بغیرہ ، عصبہ مع غیرہ ۔

عصبہ سے مراد وہ وارث ہے جو اصحاب الفروض سے بچا ہوا ہے اور اصحاب الفروض کی عدم موجودگی میں تمام ترکے کا وارث ہے ۔ عصبہ کے اقسام کا نقشہ یہ ہے :

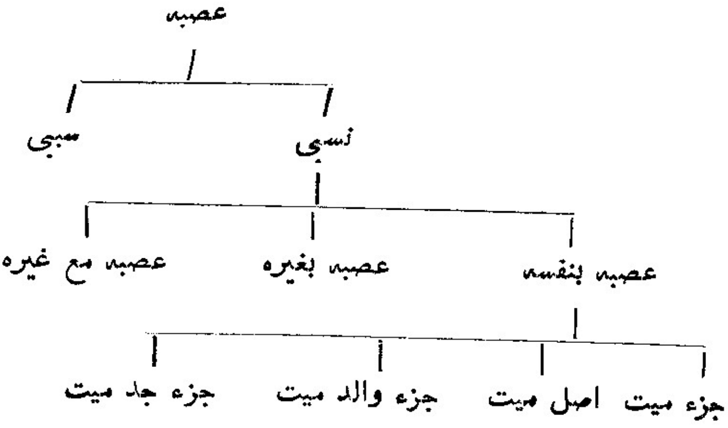

عصبہ بنفسہ : میت کا ہر وہ مرد رشتے دار ہے کہ اگر اس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں کوئی عورت کا واسطہ نہ آئے ۔ جیسے بیٹا ، پوتا ، بھائی ، بھتیجا ، چچا ، چچا زاد بھائی ، باپ ، دادا وغیرہ ۔

اگر عورت کا واسطہ آ جائے تو وہ عصبہ نہیں ہوگا ، جیسے میت کا مادری بھائی ، یا دادی ، والدہ وغیرہ ۔ عصبہ بنفسہ چار قسم ہے : (۱) جزء میت ۔ (۲) اصل میت ۔ (۳) جزء باپ میت ۔ (۴) جزء دادا میت ۔ جزء میت سے مراد بیٹا ۔ پوتا ، پرپوتا (عصبہ بنفسہ کی تعریف مدنظر رکھتے ہوئے) نیچے تک ۔ اصل میت سے مراد باپ ، دادا ، پردادا (عصبہ بنفسہ کی تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے اوپر تک) ۔ جزء باپ سے مراد میت کا

بھائی ، بھتیجا اور ان کی نرینہ اولاد نیچے تک ۔ جزء دادا سے مراد میت کا چچا اور ان کی نرینہ اولاد نیچے تک ۔

عصبہ بغیرہ : ہر وہ چار عورتیں ہیں جن کا حصہ نصف اور ثلثان یعنی $\frac{1}{2}$ و $\frac{2}{3}$ ہیں ، وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں اور وہ ان کو عصبہ بنا دیتے ہیں ۔ وہ چار عورتیں یہ ہیں : بیٹی ، پوتی نیچے تک ، حقیقی ہمشیرہ ، پدری ہمشیرہ ۔ وہ عورتیں جن کا حصہ نصف اور ثلثان نہیں ہے اور ان کے بھائی عصبہ ہیں وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں بنتیں ۔ مثلاً میت کا چچا اور پھوپھی موجود ہو تو چچا وارث ہوگا اور پھوپھی محروم ہوگی یا بھتیجا اور بھتیجی موجود ہوں تو بھتیجا وارث ہوگا اور بھتیجی محروم ہوگی ۔

عصبہ مع غیرہ : ہر وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے مثلاً بیٹی ، پوتی یا پرپوتی نیچے تک کی موجودگی میں میت کی حقیقی ہمشیرہ اور پدری ہمشیرہ عصبہ بن جاتی ہیں ۔ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و ابی و امی کا فرمان ہے اجعلوا الاخوات مع البنات عصبۃ (الحدیث)

عصبۂ سببی : وہ مولی العتاقہ ہے یعنی غلام کو آزاد کرنے والا ۔ غلام آزاد کرنے سے آقا اور اس کے غلام کے درمیان رشتہ داری کی طرح کا ایک تعلق پیدا ہو جاتا ہے ۔ اس تعلق کی وجہ سے بھی آزاد کنندہ آزاد کردہ کا بطریق عصبہ وارث ہوتا ہے ۔ اس سبب سے اس کو عصبہ سببی کہتے ہیں ۔

آمدم برسر مطلب ۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ (۱) سب سے پہلے اصحاب الفروض کو دیا جائے گا ۔ (۲) اگر اصحاب الفروض موجود نہ ہوں یا ان سے کچھ مال بچ جائے تو عصبہ نسبیہ کو دیا جائے گا ۔ عصبہ نسبیہ میں ترتیب یہ ہے :

(الف) الاقرب فالاقرب یعنی قربِ درجہ کی وجہ سے جو عصبہ نسبی زیادہ قریب ہے وہ میراث کا زیادہ مستحق ہے ۔ یعنی سب سے پہلے عصبہ بنفسہ کی پہلی قسم جزء میت بقیہ یا سارے ترکے کی حقدار ہے ، جیسے بیٹا ۔ اگر بیٹا نہ ہو تو پوتا ،

اسی طرح نیچے تک ۔

(ب) عصبہ بنفسہ کی پہلی قسم سے کوئی نہ ہو تو عصبہ بنفسہ کی دوسری قسم یعنی میت کی اصل بقیہ یا تمام ترکے کی حقدار ہے جیسے باپ ۔ اگر باپ نہ ہو تو دادا ، اسی طرح اوپر تک ۔

(ج) عصبہ بنفسہ کی دوسری قسم سے بھی اگر کوئی نہ ہو تو عصبہ بنفسہ کی تیسری قسم یعنی میت کے باپ کی جزء بقیہ یا تمام ترکے کی حقدار ہے ، جیسے میت کا بھائی ۔ اگر بھائی موجود نہ ہو تو بھتیجا ، اسی طرح نیچے تک ۔

(نوٹ) میت کے عصبہ بنفسہ کی آخری دو قسموں میں قوہ قرابۃ کا اعتبار بھی کیا جائے گا ۔ مثلاً میت کا حقیقی بھائی اور پدری بھائی دونوں موجود ہیں تو حقیقی بھائی وارث ہوگا اور پدری بھائی محروم ہوگا ۔ اسی طرح اگر میت کا حقیقی چچا اور پدری چچا موجود ہوں تو حقیقی چچا وارث ہوگا اور پدری چچا محروم ہوگا ۔

(د) اگر عصبہ بنفسہ کی تیسری قسم سے کوئی نہ ہو تو عصبہ بنفسہ کی چوتھی قسم یعنی میت کے دادا کی جزء بقیہ یا تمام ترکے کی حقدار ہے جیسے چچا ، اگر چچا نہ ہو تو چچے کی اولاد نرینہ ۔ اسی طرح نیچے تک ۔ اگر چچا کی نرینہ اولاد مختلف درجوں کی ہو مثلاً ایک کا بیٹا اور دوسرے کا پوتا تو بقیہ یا تمام ترکہ میت کے چچا کا بیٹا لے جائے گا ۔

عصبہ بغیرہ : عصبہ بغیرہ عصبہ بنفسہ کے تابع ہے ۔ جہاں عصبہ بغیرہ ہوگا وہاں عصبہ بنفسہ کا ہونا ضروری ہے ۔ اس لیے عصبہ بغیرہ وہاں ہوگا جہاں عصبہ بنفسہ ہوگا ۔

اگر عصبہ نسبی کی پہلی اور دوسری قسم موجود نہ ہو تو تیسری قسم عصبہ مع غیرہ بقیہ تمام ترکے کی حقدار ہوگی ۔ اگر بیٹی یا پوتی نیچے تک کے ساتھ حقیقی اور پدری ہمشیرگان ہوں تو صرف حقیقی

ہمشیرگان عصبہ ہوں گی ، پدری ہمشیرگان نہیں ہوں گی - اسی طرح حقیقی ہمشیرگان کی موجودگی میں پدری ہمشیرگان محروم ہوں گی -

اگر عصبہ نسبی کی تینوں قسموں میں سے کوئی موجود نہ ہو تو پھر عصبہ سببی یعنی مولی العتاقہ بقیہ یا تمام ترکے کا حقدار ہے - اگر مولی العتاقہ بھی نہ ہو تو مولی العتاقہ کے عصبہ نسبی حقدار ہوں گے - لیکن عصبہ نسبی کی صرف پہلی قسم عصبہ بنفسہ وارث ہوگی - آن میں مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق ترکہ تقسیم ہوگا - عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ وارث نہیں ہوں گے ، یعنی عورتوں کو کچھ نہیں دے گا بلکہ اصحاب الفروض مردوں کو بھی کچھ نہیں ملے گا ؛ جیسے بیٹا موجود ہو تو باپ اصحاب الفروض سے ہے اس کو کچھ نہیں ملے گا - حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و ابی و آمی کا فرمان ہے ''لیس للنساء من الولاء الا ما اعتقن او اعتق من اعتقن او کاتبن او کاتب من کاتبن او دبرن او دبر من دبرن او جرولاء معتقھن او معتق معتقھن -'' الحدیث ؛

—اگر عصبہ کی کوئی قسم نہ ہو تو اصحاب الفروض کو آن کے مقررہ حصص دے کر باقی حصے اصحاب الفروض نسبیہ پر بقدر حقوقھم رد کیا جائے گا - نسبیہ کی قید کا فائدہ یہ ہے کہ اصحاب الفروض سببیہ یعنی خاوند اور بیوی پر رد نہیں کیا جائے گا -

—اگر اصحاب الفروض اور عصبہ سے کوئی نہ ہو تو ذوی الارحام میں حسب ترتیب (جو ذوی الارحام میں آئے گی) میت کا مال متروکہ تقسیم کیا جائے گا -

—ذوی الارحام وہ وارث ہیں کہ نہ اصحاب الفروض ہو اور نہ ہی عصبہ ہوں بلکہ میت میں اور آن میں عورت کے علاقے اور وسیلے سے رشتہ اور قرابت ہو یا خود عورت ہوں -

—اگر اصحاب الفروض ، عصبہ نسبی ، عصبہ سببی اور ذوی الارحام موجود نہ ہوں تو میت کا ترکہ مولی الموالاۃ کو دیا جائے گا -

مولی الموالاۃ : کوئی شخص مجھول النسب (مرد ہو یا عورت) جس کا

نسب اور رشتہ کچھ معلوم نہ ہو، کسی دوسرے شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر یہ کہے کہ تم ہمارے مولی ہو - اگر میں آپ کے سامنے مر جاؤں تو آپ میرے ترکے کے مستحق ہوں گے اور اگر میں کسی جگہ قصور کر کے آؤں اور مجھ پر تاوان عائد ہو جائے تو وہ بھی آپ کو دینا پڑے گا - جب وہ دوسرا شخص قبول کر لے تو وہ مولی الموالاۃ کہلاتا ہے - یہ مجہول النسب اس کی زندگی میں اگر مر جائے تو اس کا میراث مولی الموالاۃ کو ملے گا کیونکہ میت کا اور کوئی وارث تو کسی قسم کا ہے ہی نہیں - البتہ مجہول النسب مرنے والے کا شوہر یا اس کی زوجہ موجود ہو تو اس کا حصہ دینے کے بعد جو کچھ باقی رہے گا وہ مولی الموالاۃ کو دیا جائے گا -

مقرلہ بالنسب علی الغیر : یعنی وہ آدمی جس کی نسبت میت نے اپنے وارثوں میں داخل ہونے اور اپنے نسب میں شریک ہونے کا اس طرح اقرار کیا ہو کہ اس آدمی کا نسب کسی دوسرے سے لگ جائے لیکن اصل نسب والے نے اس کا اقرار نہ کیا ہو اور نہ ہی گواہ ہوں یعنی نسب ثابت نہ ہوئی ہو البتہ میت آخری دم تک یہی اقرار کرتا رہا ہو اور اسی اقرار پر مر جائے - جو شخص اس قسم کے اقرار سے وارثوں میں داخل ہؤا ہے اس کو اقرار کرنے والے میت کی میراث مل جائے گی ، بشرطیکہ مذکورہ بالا اقسام کے وارثوں میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو - اگر میت نے صرف زوجہ یا شوہر چھوڑا ہو اور دوسرا کوئی وارث کسی قسم کا بالکل نہ ہو تو شوہر یا زوجہ کا حصہ دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے گا وہ اس مقرلہ بالنسب علی الغیر کو دیا جائے گا -

موصی لہ بجمیع المال : یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ میت کی وصیت تیسرے حصے تک نافذ اور جاری ہو سکتی ہے - چاہے میت نے تمام ترکے کی وصیت بھی کیوں نہ کی ہو تب بھی تیسرے حصے تک شرعاً جاری اور نافذ ہوگی - البتہ اگر میت کے ورثاء تیسرے حصے سے زائد مال کی وصیت کو جائز رکھیں تو تب جائز ہے - اگر مذکورہ بالا اقسام کے ورثا میں سے کوئی وارث موجود نہ ہو تو پھر ترکۂ میت موصی لہ بجمیع المال کو

دے دیا جائے گا ۔

بیت المال : اگر مذکورہ ورثا میں سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہو تو ترکہ شرعی بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا ۔ چونکہ یہاں کوئی اسلامی خزانہ اور بیت المال نہیں ہے لہـٰذا جب کسی قسم کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو میت کا ترکہ بجائے بیت المال کے فقراء پر صرف کر دیا جائے گا ۔

فصل

مانع من الارث چار ہیں :

۱ - **غلام ہونا** : چاہے کامل ہو ، جیسے غلام یا ناقص ہو جیسے مکاتب یا مدبر یا اُم الولد ۔ مثلاً زید مر گیا اور ایک بیٹا آزاد اور ایک باپ غلام چھوڑ گیا تو تمام مالِ متروکہ کا وارث بیٹا ہوگا ، باپ محروم ہوگا ۔

۲ - **قتل** : وہ قتل جو موجبِ قصاص یا کفارہ ہو ، مانع من الارث ہے - قتل پانچ قسم کا ہے :

(۱) قتلِ عمد ۔ (۲) قتلِ شبہِ عمد ۔ (۳) قتلِ خطاء ۔ (۴) جاری مجری خطا ۔ (۵) قتل بالتسبیب ۔ قتل عمد موجب قصاص ہے قتل شبہ عمد موجب دیۃ اور کفارہ ۔ قتل خطاء اور جاری مجری خطاء موجب دیۃ اور کفارہ ہیں قتل کی یہ چار اقسام موجب حرمان ارث ہیں ۔ قتل بالتسبیب موجبِ کفارہ نہیں ہے اور نہ ہی موجب قصاص ہے اس لیے موجبِ حرمانِ ارث بھی نہیں ہے ۔

۳ - **اختلاف الدینین** : کافر مسلم کا اجماعاً وارث نہیں ہوگا اور مسلم بھی بقول حضرت علیؓ و زیدؓ و عامۃ الصحابہؓ اور بقول احنافؒ اور شافعیؒ کافر کا وارث نہیں ہوگا کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : ”لایتوارث اهل ملتین شتّٰی ۔“ الحدیث ۔

۴ - **اختلاف الدارین :** احناف کے نزدیک اختلاف دارین مانع من الارث بین الکفار ہے ، مسلم کے حق میں مانع من الارث نہیں ہے - ایک کافر دار الاسلام میں ہے اور ایک دار الحرب میں تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے -

اصحاب الفروض اور ان کے حصص کا بیان

اصحاب الفروض کی کل تعداد بارہ ہے - چار مرد : (۱) باپ (۲) دادا (۳) مادری بھائی (۴) زوج - اور آٹھ عورتیں : (۱) بیوی (۲) بیٹی (۳) پوتی (۴) حقیقی بہن (۵) پدری بہن (۶) مادری ہمشیرہ (۷) والدہ (۸) جدۂ صحیحہ یعنی نانی دادی -

حصے

ان کے کل حصص چھ ہیں : (۱) نصف ($\frac{1}{2}$ حصہ) - (۲) ربع ($\frac{1}{4}$ حصہ) (۳) ثمن ($\frac{1}{8}$ حصہ) - (۴) سدس ($\frac{1}{6}$ حصہ) - (۵) ثلث ($\frac{1}{3}$ حصہ) - (۶) ثلثان ($\frac{2}{3}$) نوع دو ہیں : پہلا نوع نصف ، ربع ، ثمن - دوسرا نوع سدس ، ثلث ، ثلثان - علی التضعیف والتنصیف مثلاً ایک چیز کے چھ حصے ہیں - اس کا ثلثان $\frac{4}{6}$ - ثلثان کا نصف $\frac{2}{6}$ ہوگا جو ثلث ہے ، ثلث کا نصف $\frac{1}{6}$ ہوگا جو سدس ہے - یہی معنی ہے علی التنصیف کا - $\frac{1}{6}$ یعنی سدس کی تضعیف $\frac{2}{6}$ ہوگا جو ثلث ہے اور ثلث کی تضعیف $\frac{4}{6}$ ہوگا جو ثلثان ہے ، یہی معنی ہے علی التضعیف کا -

باپ کے حالات

باپ کے تین حال ہیں :

۱ - میت کی اولاد نرینہ یا نرینہ اور مادینہ دونوں ، یا میت کے پوتے کی اولاد نرینہ یا نرینہ اور مادینہ دونوں و ان سفل موجود ہو تو باپ کو سدس (چھٹا حصہ) ملے گا - مثلاً

٦	
باپ	بیٹا
١	٥

١٨/٦		
باپ	بیٹا	بیٹی
٣	١٠	٥

٦	
باپ	پوتا
١	٥

١٨/٦		
باپ	پوتا	پوتی
٣	١٠	٥

٦	
باپ	پرپوتا
١	٥

١٨/٦		
باپ	پرپوتا	پرپوتی
٣	١٠	٥

٢ - میت کی اولادِ مادینہ یا میت کے پوتے کی اولادِ مادینہ و ان سفل موجود ہو تو باپ کو سدس (چھٹا حصہ) ملے گا اور عصبہ بھی بنے گا یعنی اصحاب الفروض کو حصہ دینے کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو وہ بھی لے گا ۔ مثلاً :

٦	
باپ	بیٹی
١ + ٢ = ٣	٣

٦	
باپ	٢ بیٹیاں
١ + ١ = ٢	٤

٦	
باپ	پوتی
١ + ٢ = ٣	٣

٦	
باپ	پرپوتی
١ + ٢ = ٣	٣

٣ - میت کی اولاد نرینہ یا مادینہ یا میت کے پوتے کی اولاد نرینہ یا مادینہ و ان سفل موجود نہ ہو تو باپ عصبہ بنے گا یعنی اصحاب الفروض کو حصہ دینے کے بعد جو باقی بچے گا وہ باپ کو ملے گا اور اگر اصحاب الفروض موجود نہ ہوں تو تمام مال متروکہ باپ کو ملے گا ۔ مثلاً :

٣	
باپ	والدہ
٢	١

١	
باپ	بھائی
١	

١	
باپ	ہمشیرہ
١	

(باقی آیندہ)

☆ ☆ ☆